کربلا صرف ایک عدیم النظیر واقعہ ہی نہیں ----- تحریک مسلسل ہے

الحاج مولانا سید محمد جابر جوراسی

ماہنامہ اصلاح، لکھنؤ

جس طرح خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ تاریخِ عالم وآدم میں اُن سے زیادہ کسی شخصیت نے اپنے تعلیمات و تحریکات کے ذریعہ دنیا کو متاثر نہیں کیا۔ اُسی طرح نواسۂ رسولؐ حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کی عدیم النظیر قربانی کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس سے زیادہ کسی قربانی نے نوعِ انسانی کو متاثر نہیں کیا۔ دراصل اس قربانی ہی نے حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ اسلام کی تحریک احیائے نو کو بقائے دوام عطا کردیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں اِس قربانی کی اہمیت و عظمت تسلیم کی جاتی رہی ہے۔

حدیث نبویؐ ہے: اِنّ الْحُسَینَ مِصبَاحُ الْھُدیٰ وَ سَفِیْنَۃُ النَّجَاۃِ (۱)

یقیناً حسینؑ چراغِ ہدایت اور کشتیٔ نجات ہیں۔

ہر انسانی زندگی دو اہم پہلوؤں سے متعلق ہوتی ہے: (۱) دنیا، (۲) آخرت۔ دنیا میں انسان محتاج ہدایت ہوتا ہے اور آخرت میں متمنی نجات۔ ہمارے محترم نبیؐ نے ان دونوں پہلوؤں کی جان اپنے محبوب نواسے امام حسین علیہ السلام کو قرار دیا ہے وہ دنیا میں چراغِ ہدایت کی حیثیت سے لوگوں کی رہنمائی فرمانے والی شخصیت ہیں اور انہیں کی ذاتِ گرامی حیاتِ اُخروی کے لئے ضامنِ نجات ہے۔

اس ساری صورتِ حال کا پس منظر آپؑ کی وہ عدیم النظیر قربانی ہے جو یومِ عاشورۂ محرم ۶۱ھ کربلائے معلی عراق میں پیش آئی۔ اس قربانی کے موثر ہونے کی جانب بھی مخبرِ صادق حضرتِ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیثِ مبارکہ کے ذریعہ اشارہ فرمادیا تھا:

اِنَّ لِقَتْلِ الْحُسَیْنِ علیہ السّلام حَرارَۃً فِی قُلُوبِ الْمُؤمنینَ لاتَبرُدُ اَبَداً۔ (۲)

یقیناً قتلِ حسینؑ سے مومنوں کے دلوں میں ایسی آگ بھڑک اٹھے گی جو کبھی سرد نہ ہوگی۔

اس واقعہ کے اندر وہ جذب و کشش پائی جاتی ہے جو ارشادِ نبویؐ کے مطابق یقیناً مومنین کے دلوں میں حرارت پیدا کرنے والی ہے۔ لیکن جو مومنین کے دائرے میں نہیں ہیں انسانیت کے حوالے سے ان پر بھی اس واقعہ نے زبردست اثر ڈالا ہے۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے تو تاریخی حوالوں سے یہ ثابت ہے فقط ذوی العقول ہی نہیں غیر ذوی العقول پر بھی اس واقعہ کے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ مثلاً واقعۂ شہادت کے بعد سورج اور چاند کو گہن لگنا ، سیاہ آندھیاں چلنا، فرات کا پانی نیزوں اچھلنا، پتھروں کے نیچے سے تازہ خون ابلنا وغیرہ وغیرہ (۳)

تاریخ انسانی سے متعلق ماضیٔ قریب کے جو دو واقعات رونما ہوئے ہیں ان میں مومنین کے ذریعہ جو عظیم واقعہ رونما ہوا ہے وہ ہے ۱۹۷۹ء کا انقلابِ اسلامی ایران جس کی قیادت ماضیٔ قریب کی عبقری شخصیت حضرت آیت اللہ العظمٰی امام خمینیؒ فرما رہے تھے اور علماء و مومنینِ با تمکین کی ایک بڑی جماعت اس انقلاب بر پا کرنے میں ان کے شانہ بشانہ تھی۔ اس انقلابی کامیابی کے سلسلے میں قائد انقلاب اسلامی امام خمینیؒ نے دوٹوک الفاظ میں فرمایا تھا :

ماہ محرم و صفر، ماہ برکات اسلامی است و ماہ زندہ ماندن اسلام است . (۴) ما ہر چہ داریم، از این محرم است و از این مجالس . مجالس تبلیغ ما ہم از محرم است، از این شہادت سید الشہدا (ع) است . (۵) محرم و صفر است کہ اسلام را نگہ داشتہ است، فداکاری سید الشہدا (ع) است کہ اسلام را برای ما زندہ نگہ داشتہ است . ماہ محرم و صفر را باید بہ ذکر مصائب اہل بیت (علیہم السلام) زندہ نگہ داریم کہ با ذکر مصائب اہل بیت (علیہم السلام)، این مذہب تا حالا زندہ ماندہ است . (۶)

محرم اور صفر کے مہینے اسلامی برکتوں اور اسلام کی بقاء کے مہینے ہیں۔ جو بھی ہمارے پاس ہے وہ اسی محرم اور انہیں مجالس کے ذریعہ ہے۔ ہماری تبلیغی مجالس بھی اسی محرم اسی شہادت سید الشہداءؑ کے سبب سے ہیں۔۔ ہمیں اہل بیت (ع) کے مصائب کا ذکر کرتے ہوئے ماہ محرم و صفر کو زندہ رکھنا چاہیے دراصل اہل بیت (ع) کے مصائب کے ذکر سے ہی یہ دین اب تک زندہ و سلامت ہے۔

دراصل کربلا نمونۂ عمل اس لئے قرار پائی کہ وہاں ایک زبرست استبدادی طاقت یعنی یزیدیت حاوی ہونا چاہتی تھی اور اس کا مقابلہ دو ہی طریقوں سے ہو سکتا تھا یا تو اس کے مدِّ مقابل اس سے بھی قوی تر طاقت ہوتی یا پھر صبر و مظلومیت و عدم تشدد کے ذریعہ مذکورہ باطل حکومت کے چولیں ہلادی جاتیں، نواسۂ رسولؐ حضرت امام حسینؑ نے اسی موخر الذکر کو اپنایا اور یزیدیت کو خاک میں ملا کر رکھ دیا۔

شاعر انقلاب شبیر حسن خاں جوش ملیح آبادی مرحوم نے کیا خوب نظم فرمایا تھا کہ:

عالم میں ہو چکا ہے مسلسل یہ تجربہ قوت ہی زندگی کی رہی ہے گرہ کشا

سر ضعف کا ہمیشہ رہا ہے جھکا ہوا ناطاقتی کی موت ہے طاقت کا سامنا

طاقت سی شی مگر خجل و بد نصیب تھی

ناطاقتی حسینؑ کی کتنی عجیب تھی

شاعر نے جسے ناطاقتی سے تعبیر کیا ہے حقیقتاً وہی ناقابل زوال طاقت تھی اس لئے کہ امام حسینؑ نے ظلم کا مقابلہ جوہرِ صبر سے فرمایااور واضح اعلانِ قدرت ہے إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۔ (۷) ''اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے''

جس کے ساتھ الٰہی طاقت ہو اسے کمزور نہیں کہا جا سکتا۔

انہیں شاعر انقلاب نے امام حسینؑ کو مخاطب بناتے ہوئے ضعف کا ذکر تو کیا ہے لیکن نتیجہ یہی نکالا ہے کہ یہ ضعف نہیں بلکہ ناقابل تسخیر طاقت ہے انہوں نے نظم کی ہے:

کر دیا ثابت یہ تُو نے اے دلاور آدمی زندگی کیا موت سے لیتا ہے ٹکّر آدمی

کاٹ سکتا ہے رگِ گردن سے خنجر آدمی لشکروں کو روند سکتے ہیں بہتّر آدمی

ضعف ڈھا سکتا ہے قصرِ افسر و اورنگ کو

آبگینے توڑ سکتے ہیں حصارِ سنگ کو

باطل طاقتوں کو یہ اندازہ ہی نہیں ہوتا کہ عزم و ہمت کے ناقابل تسخیر پہاڑوں کے ذریعہ ان کی استبدادی طاقتوں کو چُور چُور کیا جا سکتا ہے۔ یہ کام جس طرح کربلا میں ہوا اس طرح نہ اس سے پہلے کبھی ہوا اور نہ اس کے بعد البتہ اسی روش پر چلتے ہوئے تاسّیٔ حسینؑ میں انقلاب ضرور برپا کئے گئے جیسا کہ مذکورہ انقلابِ اسلامیٔ ایران ہے۔ اُدھر ظلم کی طاقت یہ حکم دے رہی تھی کہ آج کی رات کوئی گھر سے باہر نہ نکلے ورنہ اُسے گولیوں سے بھون دیا جائے گا اور اِدھر ایک فقیہ اہل بیتؑ نے یہ اعلان کر دیا کہ آج کی رات کوئی گھر کے اندر نہ رہے آج

کی رات گھر کے اندر رہنا حرام ہے۔ ظالم حکمراں کا حکم پادر ہوا ہوگیا اور فقیہ اہل بیتؑ کے عزم نے کامیابی حاصل کرلی۔

اس انقلاب اسلامیٔ ایران کے قدم قدم پر ایسی ہی صورت حال پیش آتی رہی اور ڈھائی ہزار سالہ شہنشاہیت کا قلعہ مسمار ہوتا رہا۔ اس انقلاب کی ایک خصوصیت اور بھی تھی کہ تھا تو یہ انقلاب اسلامی لیکن اس نے دنیا کے تمام مستضعفین دبے کچلے عوام کی پشت پناہی کی۔ اسی لئے نام نہاد بڑی طاقتیں پسینہ پسینہ ہوگئیں کہ اگر یہ انقلاب دنیا میں پھیلتا رہا تو پھر ہمارے اقتدار کا کیا ہوگا۔ اسی لئے انہوں نے اس انقلاب کو بدنام کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی مگر ان کے ہاتھ ناکامیابی ہی لگی۔ اور بحمد اللہ آج بھی یہ انقلاب جہادِ کربلا کے زیر سایہ سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

ظالموں کے ہاتھوں دبے کچلے عوام اگر عزم جواں کے ساتھ انگڑائیاں لیتے ہیں تو ظالموں کے پسینے چھوٹ جاتے ہیں۔

راقم السطور کی ایک غزل کا مطلع ہے:

ظلم کے پاؤوں سے جو لوگ کچل جاتے ہیں

وہ جب اٹھتے ہیں تو حالات بدل جاتے ہیں

واقعۂ کربلا نے جہاں جہاں بھی اپنے اثرات پہنچائے ہیں وہاں وہاں بھی یہی صورت حال ہے۔ ایران میں شہنشاہیت کا جو حشر ہوا وہ سب نے دیکھ لیا اسی طرح اس سے قبل تاج برطانیہ اور اس کی شاہی کو بھی واقعۂ کربلا کی تاسّی میں جن لوگوں نے چیلنج کیا کامیاب رہے ان میں مسلم و غیر مسلم دونوں شامل تھے مثالاً ہندوستان کی جنگِ آزادی کو پیش کیا جاسکتا ہے۔ جس کے رہنما مردِ آہن آنجہانی کرم چند رمہاتما گاندھی تھے۔ ایک موقعہ پر ان کے ایک خطاب کا مفہوم یہ تھا:

”میں نے کربلا کی المناک داستان اس وقت پڑھی جب میں نوجوان ہی تھا۔ اس نے مجھے دم بخود اور مسحور کردیا۔ (۸)

انہوں نے انتہائی اعتماد کے ساتھ فرمایا تھا کہ:

" میں اہل ہند کے سامنے کوئی نئی چیز پیش نہیں کرتا بلکہ میں نے کربلا کے ہیرو(سورما) کی زندگی کا بخوبی مطالعہ کیا ہے اور اس سے مجھ کو یقین ہوگیا ہے کہ ہندوستان کی اگر نجات ہوسکتی ہے تو ہم کو حسینی اصول پر عمل کرنا چاہئے"۔ (۹)

ایک موقع پر انہوں نے اور کہا تھا کہ :

" امام حسینؑ نے اپنی اولاد نیز اپنے پورے خاندان کے لئے پیاس اور موت کی تکالیف کو قبول کرلیا مگر ارباب حکومت کے سامنے سر نہیں جھکایا۔ میرا عقیدہ ہے کہ اسلام کی ترقی اس کے ماننے والوں کی تلواروں کی بدولت نہیں ہوئی بلکہ اس کے فقراء کی قربانیوں کی وجہ سے ہوئی ہے"۔ (۱۰)

مہاتما گاندھی ہی کی قیادت میں تاج برطانیہ کے خلاف مشہور ڈانڈی مارچ ہوا تھا جسے نمک آندولن بھی کہتے ہیں جس کی تاریخی تشریح یہ ہے :

"ڈانڈی مارچ یا نمک مارچ، تحریک آزادی ہند کا اہم واقعہ ہے۔ یہ ۱۲ مارچ ۱۹۳۰ء کو ہوا۔ ۱۲ مارچ ۱۹۳۰ کو گاندھی نے اپنے ۸۰ ستیہ گری [۱] کے ہمراہ ساحلی شہر ڈانڈی گجرات کی طرف پیدل مارچ کیا۔ یہ مارچ ۳۹۰ کلو میٹر (۲۴۰ میل) تھا۔ نمک مارچ کو وائٹ فلوئنگ ریور(White Flowing River) بھی کہا جاتا ہے، کیونکہ اس مارچ میں شریک سب افراد نے سفید کھدر (جو کفن پوشی کی علامت تھی (مضمون نگار) پہنی ہوئی تھی۔" (۱۱)

انگریزوں کے مقابلے میں ہندوستان کی جنگ آزادی میں بھی یہی عزم و حوصلہ شامل تھا کہ ہم باطل طاقت کا مقابلہ سر پر کفن باندھ کر کریں گے۔

بسمل عظیم آبادی کی ایک غزل کا مطلع ہے :

سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے
دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے

---

[۱]۔(نیٹ پر جو اعداد و شمار موجود ہیں ان میں کہیں تعداد ۷۸ اور کہیں ۸۰ ہے نیٹ کے بہت سے معلومات معتبر نہیں ہوتے میں نے کبھی کسی تحریر میں یہ پڑھا تھا کہ کربلا والوں کی تعداد کے مطابق یہ تعداد بہتر تھی۔ فی الوقت حوالہ تلاش کرنے سے میں معذور ہوں لہٰذا جن صاحب کے علم میں یہ بات ہو تو مع حوالہ کے مطلع فرمائیں (مضمون نگار)

اور جب جنگِ آزادی کے سورما رام پرساد بسمل کو سولی دی گئی اور ان کے گلے میں پھانسی کا پھندا ڈالا گیا تو یہی منقولہ شعر ان کی زبان پر تھا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ واقعہ کربلا سے استفادہ کرنے والے ہر انقلاب میں زبردست قوتِ مزاحمت پائی جاتی ہے۔

اسلامی جمہوریہ ایران کے صوبۂ اصفہان میں پندرہویں پیر غلامان حسینؑ کانفرنس ۱۲ تا ۱۵ ستمبر ۲۰۱۷ء کو ہوئی جس میں دنیا بھر کے وہ حضرات مدعو تھے جنھوں نے حسینیت کی خدمت میں اپنی عمر عزیز کا ایک بڑا حصہ صرف کیا۔ ان مدعوین میں دو ہندوستانی مندوبین بھی شامل تھے جن میں سے ایک میں تھا۔ میں نے ایک موقع پر اپنا تعارف فخر کے ساتھ پیش کیا تھا اور کہا تھا کہ میں ہندوستانی ہوں۔ میں نے صداوسیما (ایرانی ٹیلی ویژن) کے سربراہ سے ایک ملاقات میں فخریہ اظہار خیال کیا تھا کہ میں ہندوستانی ہوں۔ اختتامی اجلاس کے ناظم نے میری بات کا ذکر کرتے ہوئے جو اظہار خیال کیا تھا اس پر اپنی سرگزشت سفر میں میں نے اس طرح تحریر کیا تھا:

" ناظم اجلاس نے یہ کہہ کر میری گفتگو کا ذکر کیا کہ آج ایک مہمان نے فرمایا کہ " میں ہندوستانی" ہوں پھر ہندوستان اور وہاں عشق امام حسین علیہ السلام کے متوالوں کا خصوصی ذکر کیا۔ مہاتما گاندھی نے امام حسین علیہ السلام کے اصولوں کو اپنا کر ہندوستان کو انگریزوں کے قبضہ سے آزاد کرایا اس کا بہت احترام سے ذکر کیا۔ گزشتہ سال مداح اہلبیتؑ جناب رضاؔ سرسوی کے آل رسولؐ سے والہانہ عقیدت کے واقعات کی منظر کشی کچھ اس طرح کی کہ مجمع بآواز بلند رونے لگا۔ بعد میں ایک صاحب نے یہ تبصرہ کیا کہ آج کا یہ خصوصی اجلاس تو ہندوستان کے نام رہا۔" (۱۲)

دراصل ہندوستان کو مظلومیت نوازی کی وجہ سے یہ امتیاز حاصل رہا ہے کہ یہاں ملک کے چپے چپے پر شہیدان کربلا کی یاد منانے کی رِیت رہی ہے اس کا ایک سبب اس واقعہ کی روحانیت بھی ہے چنانچہ تعزیہ داری کے حوالے سے مسلموں اور غیر مسلموں کی بہت سی منّتیں پوری ہوتی رہی ہیں۔

ہندوستان میں پہلے علاحدہ علاحدہ ریاستیں قائم تھیں جن میں مسلم ریاستیں بھی تھیں اور ہندو ریاستیں بھی تھیں چنانچہ بعض ہندو ریاستوں میں بھی امام حسینؑ کی یاد میں تعزیہ داری شان و شوکت سے قائم رہی ہے۔ اُتّر پردیش کا ایک قدیمی مذہبی شہر ہے بنارس (وارانسی) اس بنارس کے ہندو راجہ امام حسینؑ سے شدید عقیدت رکھتے تھے اور ان کی ریاست میں تعزیہ داری نہایت اہتمام سے ہوتی تھی۔ فی الوقت ان کی اولاد میں یہ سلسلہ جاری ہے یا نہیں اس کا علم نہیں۔ مدھیہ پردیش کی ایک مشہور ریاست رہی ہے گوالیار۔ گوالیار کی

تعزیہ داری بہت مشہور رہی ہے اور مہاراجہ گوالیار کے واقعات میں موجود ہے کہ بعض خطرناک مواقع پر امام حسینؑ سے استغاثہ کی وجہ سے ان کی جان بچی۔ اسی خانوادہ کی موجود ایک فرد مادھو راؤ سندھیا ہیں جو ہَوا پیمائی کے مرکزی وزیر بھی رہے ہیں۔ ریاستِ گوالیار میں مہاراجہ گوالیار کا یہ خانوادہ آج بھی محرم الحرام میں تعزیہ دار و مصروف عزاء ہوتا ہے۔ اسی مدھیہ پردیش میں مالوا کا علاقہ بھی ہے جس کا ایک خوبصورت شہر ہے اندور، میں نے اس شہر میں چند سال ماہ صیام میں نماز بھی پڑھائی ہے اور محلّہ کاغذی پورہ کے مرکزی عزا خانے میں عشرۂ محرم کی مجلسوں کو بھی خطاب کیا ہے۔ اسی شہر کا ایک محلّہ چھاؤنی ہے جہاں کے مشہور کرکٹر مشتاق علی مرحوم تھے۔ اس محلّہ میں بھی میں نے محرم کا عشرہ پڑھا۔ اس شہر میں راجہ اندور کی تعزیہ داری بہت مشہور ہے میں نے راجہ اندور کی تعمیر کردہ اس عمارت کی بھی زیارت کی ہے جس میں شبِ عاشورا ان کے خانوادے کی جانب سے آج بھی تعزیہ رکھا جاتا ہے اور سرکاری تعزیہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ عشرۂ محرم کو یہ تعزیہ اندور کی کربلا میں لے جایا جاتا ہے اور ۱۲ محرم تک وہاں وہ رکھا رہتا ہے ہر مذہب و قوم کے افراد تین دن تک زیارتیں کرتے رہتے ہیں اور منّتیں مانگتے ہیں۔

میں راقم السطور اُتّر پردیش کے تاریخی قصبے زید پور ضلع بارہ بنکی میں بڑی سرکار کے عزاخانہ میں ۲۵ سال سے عشرۂ محرم الحرام کے مجالس پڑھتا رہاہوں یہاں بشمولیت اس عزاخانے کے متعدد بڑے عزاخانے ہیں جن میں حجاز و عراق و ایران کے مقدس مقامات سے حاصل کئے گئے تبرکات بھی موجود ہیں جنہیں مَس کرنے کا حق سب مومنین کو حاصل ہوتا رہتا ہے خود میرا ایک تجربہ ہے کہ ایک سال میرا گلا گرفتہ ہوگیا یہاں تک کہ ۹ویں محرم کی شب آگئی اور ۹ محرم کو بہت بڑی تاریخی مجلس ہوتی ہے جس میں ہر مذہب و قوم کے افراد کثیر تعداد میں شریک ہوتے ہیں میرے میزبان ڈاکٹر مصطفیٰ علی رضوی پریشان تھے کہ جب آواز گرفتہ ہے تو اتنی بڑی مجلس یہ کیسے پڑھیں گے وہ دوائیں دیتے رہے فائدہ نہیں ہوا۔ میں نے نویں شب کی مجلس سے پہلے مذکورہ تبرکات کو اپنے گلے سے مس کیا اور پھر جب میں نے رات کی مجلس پڑھی تو آواز بالکل صاف ہوچکی تھی۔ اور ۹ محرم کی مخصوص مجلس میں بھی کوئی دقت نہیں پیش آئی۔ پھر بھی باوجود ان تبرکات کے برادران اہل سنت کی جانب سے محلّہ بڑا پورہ سے ایک تعزیہ برآمد ہوتا ہے جہاں کثیر تعداد میں مقامی و بیرونی افراد شبِ عاشورا آکر منّتیں مانتے ہیں پھر منّتیں اتارتے ہیں اور عاشورا محرم کے دن کے جلوس میں یہی تعزیہ سب سے آگے رہتا ہے۔ اس کے عقب میں وہ عزادار رہتے ہیں جنہیں " حسینی پیک " کہتے ہیں یہ ۲۴۔ ۲۴ گھنٹے بیٹھتے ہی نہیں بلکہ مصائبِ امام حسینؑ کی یاد میں چلتے رہتے ہیں یا کھڑے رہتے ہیں اس مذکورہ تعزیہ پر اتنی منّتیں پوری ہوتی ہیں کہ مجموعاً تمام عزاخانوں میں اتنی منّتیں نہیں پوری ہوتیں۔ اللہ نے اپنی راہ میں شہید ہونے والے فرزندِ رسول ﷺ

حضرت امام حسینؑ کی یاد کو جو تاثیر بخشی ہے اس کا یہ زندہ نمونہ ہے چنانچہ مسلمانوں ہی کے ایک طبقہ کی جانب سے اس تعزیہ کی شدید مخالفت کے باوجود اس پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے۔

اس مظلومیت کے واقعہ میں وہ جذب واثر ہے کہ مومن و مسلم ہی نہیں غیر مسلم بھی اس سے بہت متاثر ہوئے ہیں جس کی اپنی ایک سنہری تاریخ ہے سکھ، عیسائی، یہودی، پارسی سب نے اس واقعۂ شہادت پر رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے۔ اس سلسلے میں دنیا کے کم و بیش تمام ممالک کا نام لیا جاسکتا ہے۔ البتہ ان ممالک میں ہندوستان کو غیر معمولی امتیاز حاصل ہے۔ مشہور ہے کہ نصرت امام حسینؑ کے لئے ہندوستانی برہمنوں کا ایک وفد عراق روانہ ہوا تھا لیکن ان کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی یہ واقعۂ ہائلہ پیش آچکا تھا۔ عراق میں جہاں ان کا قیام رہا تھا وہ علاقہ دیرِ ہند کے نام سے مشہور ہے۔ یہ برہمن حسینی برہمن کہلائے اور نسل در نسل وہ اپنے حسینی برہمن ہونے پر فخر کرتے ہیں۔ متعدد برہمن خاندان حسینی برہمن ہیں انہیں میں سنیل دت تھے اور ان کے بیٹے سنجے دت ہیں۔ کشمیری برہمنوں میں بھی حسینی برہمنوں کا وجود رہا ہے اس نسبت سے مسلمانوں کو کشمیری پنڈتوں کا لحاظ رکھنا چاہئے۔ خود میرے گاؤں جوراس کے ایک مزرعہ حمید پور (ٹلیا) کے ایک برہمن پنڈت شیو چرن ترپاٹھی امام حسینؑ کے عاشق و عزادار تھے انہیں والد ماجد مولانا سید محمد باقر جوراسی طاب ثراہ سے خصوصی عقیدت تھی ملاقات کے لئے آیا کرتے تھے۔ پنڈت جی کا انتقال ۱۳ جنوری ۲۰۲۱ء کو ۹۳ سال کی عمر میں ہوگیا۔ انہیں ادارۂ اصلاح لکھنؤ کی طرف سے چودہ سو سالہ یادگار شہادتِ امیر المومنینؑ کے ضمن میں ”امیر المومنینؑ ایوارڈ“ سے نوازا گیا تھا۔ ان کے سلسلے میں راقم السطور نے ایک تفصیلی مضمون بھی لکھا تھا جس کے چند اقتباسات نقل ہیں:

میں ایک مرتبہ بیدر ضلع کرناٹک میں عشرۂ محرم پڑھ رہا تھا لوگوں نے شب عاشورہ ایک ہندو نوجوان کو مجھ سے ملوایا (نام یاد نہیں رہا) اور بتایا کہ یہ نوجوان ہر سال ۳۰۰ کلومیٹر کا سفر طے کرکے شب عاشورہ اس عزا خانہ میں حاضر ہو کر نذرانۂ عقیدت پیش کرتا ہے۔ اس نے بتایا میرے باپ کے یہاں کوئی اولاد نہیں ہوتی تھی۔ انہوں نے اس عزا خانہ میں امام حسینؑ کے حوالہ سے اللہ سے منت مانی تھی۔ منت و دعا پوری ہوئی میری پیدائش ہوئی باپ کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے میں یہاں ہر سال حاضری دیتا ہوں۔ یہ واقعہ میں نے وطن جوراس کی ایک مجلس میں بیان کردیا۔ پن-ڈت جی (شیوچرن ترپاٹھی) اس میں موجود تھے۔ تقریباً سال بیت گیا ایک دن انہوں نے انکشاف کیا کہ چونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ اگر پوتے کو دیکھ لے تو انسان سورگ (جنت) کا حقدار ہوجاتا ہے۔ اور میرا کوئی پوتا نہیں تھا۔ آپ نے جب ۱۹۹۲ء میں مجلس میں یہ واقعہ بیان کیا تو

مجلس کے بعد میں نے حضرت امام حسینؑ سے التجا کی کہ اگر بھگوان (اللہ) نے آپ کو شکتی (طاقت) دی ہے تو مجھ پر بھی کرپا (کرم) ہو جائے اور بھگوان (اللہ) مجھے پوتا دکھادے۔ سال بھر کے اندر ۱۹۹۳ء میں میرا چھوٹا بیٹا اما شنکر منا ایک بیٹے کا باپ بن گیا جس کا نام ہری اوم رکھا گیا۔ (۱۲)

بڑے بیٹے کرپا شنکر عرف للن جو کوی (شاعر) اور ادھیاپک (ٹیچر) ہیں ۲۸ سال قبل انہیں نئی نئی ملازمت ملی تھی۔ گیسٹک (ریاحی غلبہ) کے مریض تھے مرض اتنا شدید ہوا کہ بستر سے لگ گئے پنڈت جی کا کہنا ہے کہ محرم کا زمانہ تھا میں نے آپ ہی کے امام باڑہ میں گڑگڑا گڑگڑا کر بھگوان سے بنتی کی تھی کہ ابھی تازہ ملازمت ہے اور میرا بیٹا اتنا سخت بیمار ہو گیا ہے۔ اسے صحت مل جائے اور وہ اپنے کام انجام دینے کے لائق بن جائے ان کا کہنا ہے مجلس کے بعد میں گھر گیا اچھی خاصی رات بیت چکی تھی میں سو گیا۔ صبح کو میں نے حیرت ناک منظر دیکھا کہ للن جو بستر سے اٹھ نہیں پا رہا تھا وہ بستر سے اٹھا اپنے ضروریات پورے کئے اور سائیکل اٹھا کر اسکول چلا گیا۔ اس کے بعد میں امام حسینؑ کا بہت زیادہ عقیدت مند بن گیا۔ (۱۴)

پنڈت جی کو مجلسوں کی ایسی عادت پڑی اور ذکر حسینؑ کے ایسے دلدادہ ہوئے کہ ضعیفی کے عالم میں بھی وہ ایک مجلس بھی چھوڑنا گوارہ نہیں کرتے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ۸ دس سال قبل جب عشرۂ محرم کا زمانہ تھا انہیں اپنے فرائض منصبی کو ادا کرنے لکھنؤ میں ڈاکٹر بھارگو کے یہاں ایک تقریب میں ہون کرانا تھا وہ مضطرب تھے کہ آج میں وقت سے گاؤں نہیں پہنچ پاؤں گا مجلس چھُٹ جائے گی بقول ان کے دل ہی دل میں وہ بھگوان سے پرارتھنا کر رہے تھے کہ کوئی صورت نکل آئے اور مجلس نہ چھوٹے۔ اچانک ڈاکٹر بھارگو آئے اور انہوں نے کہا کہ پنڈت جی آپ دیکھ رہے ہیں کتنی افرا تفری ہلڑ ہنگامہ ہے آپ جلد مختصراً ہون کرا دیجئے اور جائیے ان کی مانگی مراد پوری ہو گئی اور وہ جلد واپس ہو گئے۔ مجلس کا وقت ۸ بجے شب تھا ۷ بجے وہ گھر پہنچ گئے اور ضروریات سے فارغ ہو کر مجلس میں پہنچ گئے۔ وہ عام طور سے نہرو کیپ پہنتے ہیں لیکن شب عاشورہ خود میں نے اپنی آنکھوں سے انہیں سر برہنہ شب عاشورہ کی مجلس میں شریک دیکھا۔ اسی طرح مصائب میں انہیں روتے دیکھا۔ میں ایک مجلس میں حضرت علی اصغرؑ کے دردناک مصائب پڑھ رہا تھا میری نظر ان کے چہرے پر پڑی دیکھا۔ آنسو آنکھوں سے نکل کر رخساروں پر بہہ رہے ہیں اور وہ گلے میں پڑے ہوئے کپڑے سے انہیں پونچھ رہے ہیں۔ (۱۵)

ہندوستان میں اس طرح کی سینکڑوں نہیں ہزاروں مثالیں موجود ہیں جن میں امام حسینؑ سے خصوصی عقیدت کا مظاہرہ موجود ہے۔ غیر مسلموں تک کی بہت سی منتیں آپ کے نام پر پوری ہوئیں۔ یوپی کی گزشتہ

حکومت ۲۰۱۷ء تا ۲۰۲۲ء، میں نائب وزیر اعلیٰ تھے ڈاکٹر دنیش شرما، انہوں نے بارہا اعتراف کیا کہ میری والدہ کے یہاں کوئی بچہ نہیں پیدا ہوتا تھا انہوں نے عزاخانے میں منت مانی نتیجے میں میری پیدائش ہوئی۔

برہمن ہی نہیں دوسری قوموں کی متعدد مثالیں اس طرح کی موجود ہیں۔ میرے وطن جوراس میں منت ہی کے نتیجے میں مہتروں میں ایک بچہ پیدا ہوا تھا جس کا نام میرے جد میر مہدی حسن اعلی اللہ مقامہ نے "حسینی" رکھا تھا۔

یہ چند صفحات بیشتر مثالوں کے متحمل نہیں ہوسکتے اس لئے بس اتنی ہی تحریر پر اکتفا کی جاتی ہے۔

منابع:

(۱) سفینۃالبحار، ج۱، ص۲۵۷

(۲) مستدرک الوسائل: ج ۱۰، ص ۳۱۸۔ جامع احادیث الشیعہ، ج ۱۲، ص ۵۵۶

(۳) دیکھئے الصواعق المحرقہ۔ علامہ ابن حجر مکی الہیتمی و سر الشادتین شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔

(۴) صحیفہ امام، ج ۱۵، ص ۳۳۰

(۵) صحیفہ امام، ج ۱۷، ص ۵۸

(۶) صحیفہ امام، ج ۱۵، ص ۳۳۰

(۷) سورۂ بقرہ آیت ۱۵۳ وغیرہ

(۸) تقریر ۱۸ اپریل ۱۹۴۳ء

(۹) بحوالۂ حسینی دنیا مولفہ: زائر حسین سیتاپوری مرحوم، صفحہ ۴۹، (تقریر جلسہ احمد آباد بذریعہ ٹائمز آف انڈیا)

(۱۰) بحوالۂ حسینی دنیا مولفہ: زائر حسین سیتاپوری مرحوم، صفحہ ۴۹، (رضاکار ۱۶ / مارچ ۱۹۴۲ء)

(۱۱) وکی پیڈیا 'ڈانڈی مارچ' اردو۔

(۱۲) ماہنامہ اصلاح لکھنؤ ستمبر ۲۰۱۷ء صفحہ ۵۰۔

(۱۳) اقتباس از مضمون امام حسینؑ کے انتہائی عقیدت مند پنڈت جی، ماہنامہ اصلاح لکھنؤ محرم نمبر ۷۷ ۱۳ شہادت حسینی اکتوبر، نومبر ۲۰۱۵۔ صفحہ ۳۸۔

(۱۴) مذکورہ بالا حوالہ صفحہ ۳۹۔

(۱۵) مذکورہ بالا حوالہ صفحہ ۳۸۔